ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر عظمیٰ حسن

شعبہ اردو جامعہ کراچی

پاکستان کی مقامی شاعری کے نمایاں موضوعات اور اردو سے رشتہ

Dr.Uzma Hassan*
Department of Urdu University of Karachi.
***Corresponding Author:**

Prominent Themes of Local Poetry in Pakistan and their Relationship with Urdu

Apart from Urdu, many languages are spoken in Pakistan, some of them are small and some are big according to the number of speakers, but despite being the languages of Pakistan, they are strangers in their country, their country and confined in limited areas. Have been done. The main reason for this is that there is no organization at the government level to connect these languages with each other and to make a plan together with each other. The national language of Pakistan is Urdu and the official language is English. Correspondence in the offices is in English and common colloquialism is in Urdu. Boards are written in English and spelled in Urdu or local language. From a cultural point of view, Urdu was also not a language of Pakistan but a foreign language. Before the formation of Pakistan, the local languages of the region are spoken here. This article is based on the relation with poetry of Urdu with local languages of Pakistan.

Key Words: *Local poetry of Pakistan, number of speakers, in limited areas, national language, foreign language.*

پاکستان میں شامل تمام خطے جغرافیائی ہی نہیں بلکہ تاریخی، مذہبی اور لسانی حوالوں سے بھی گہرا ربط رکھتے ہیں۔ ملک کی موجودہ صورت حال میں جس انتشار کو فروغ دیا جارہا ہے اس کی بنیاد بدنیتی اور کورفہمی کے سوا کچھ نہیں۔ بقول سید عبداللہ:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

> پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان کے مابین تھوڑا بہت کلچرل فرق ہونے کے باوجود بہ حیثیت مجموعی ان میں ایک کلچرل وحدت موجود ہے۔ پھر اس وحدت کو اسلام کے روحانی فکر اور اُردو زبان نے وسعت اور استحکام بخشا ہے۔[۱]

ان علاقوں کا تاریخی پس منظر ایک ہے۔ ایک ہزار برس سے ان پر جن کلچروں کا غلبہ رہا ہے وہ عرب، ایران، توران کے فاتحین کی فتوحات کے اثر سے یک ساں متاثر ہوئے ہیں جس طرح زبانوں، خطوں، پہاڑوں، دریاؤں اور خطوں کے فاصلہ کے باوجود سارے یورپ کا کلچر ایک ہے۔ اس طرح سارے دریاؤں، پہاڑوں، نسلوں اور زبانوں کے باوجود پاکستان کے سب خطوں کا کلچر اصولاً ایک ہے۔

ان خطوں کی سب زبانیں عربی، فارسی اور ترکی سے یکساں طور پر متاثر ہوئیں۔ چنانچہ ان سب زبانوں میں بیس فیصد سے ساٹھ فیصد تک عربی، فارسی اور ترکی کے الفاظ ایک مشترک نقش پیدا کرتے ہیں۔ ان سب زبانوں کے باوجود ان علاقوں میں ایک ہزار سال تک مقامی مصنف عربی اور فارسی میں کتابیں لکھتے رہے جن کے مضمون اور اسالیب مشترک رہے اور تقریباً دو ڈھائی سو سال گزشتہ میں ان سب خطوں میں اُردو میں لکھنے والے مقامی شاعر اور ادیب پیدا ہوئے اور اس حقیقت نے بھی نقش مشترک کو مستحکم بنایا۔

پشتو، سندھی، پنجابی اور بلوچی کی صوفیانہ شاعری، منظوم داستانیں اور دینی ادب اسی فیصد مشترک ہے، جس نے فارسی ادب سے کھل کر فیض پایا ہے۔ ان کے ادا کے طریقے ہر زبان اور خطے کے مزاج کے مطابق ہیں لیکن ہر ایک میں اسالیب یہاں تک کہ ترجمہ شدہ محاورے اور استعارے بھی یکساں ہیں۔ داستانوں اور صوفیانہ کہانیوں کی کرداریت بھی مماثل ہے اور اس لحاظ سے اُردو بھی ان زبانوں کی برادری میں آجاتی ہے کہ اس کی کلاسیکی شاعری کے صوفیانہ اور دینی حصے بھی مذکورہ زبانوں کے ہم رنگ اور عربی و فارسی کے فیض یافتہ ہیں اور بعض اوقات مجھے (سید عبداللہ) کچھ ایسا لگتا ہے کہ محمود بحری کی "من لگن"، گویا حضرت بھٹائی کی بعض منظومات کا عکس ہے۔ کافی کی صنف اکثر پاکستانی ادبوں میں یکساں ہے۔ پنجابی کی سہ حرفیوں میں وہی روح ناطق ہے جو رحمان بابا کے کلام میں ہے اور پھر سب علاقے کے اولیاء و صلحا بھی جن سے سب مسلمانوں کو مشترک عقیدت ہے۔۔۔ ان چاروں بلکہ پانچوں زبانوں کے کلاسیکی ادبوں میں ساٹھ فیصد سے اسی فیصد تک معنوی اشتراک ہے۔[۲]

پاکستان کے مقامی کلچر، صوفیاء کرام اور پیروں فقیروں سے تعلق کا اندازہ اس بات سے ہی ہو جاتا ہے کہ جہاں کوئی پیر نہ ہو وہ جگہ بے پیرا اور جس مہینے میں کوئی نذر نیاز نہ ہو وہ "خالی مہینہ" کہلاتا ہے۔ بہت سے

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

رسم ورواج تہوار بزرگوں سے نسبت رکھتے ہیں، عرس میلے اور ان میلوں اور عرسوں سے وابستہ لباس طریقے طعام و قیام، کافی، قوالیاں، دھمال اس سرزمین کے صوفیا کے تعلق کے عکاس ہیں۔ سندھ ہو کہ پنجاب، سرحد ہو کہ بلوچستان سب تصوف اور صوفیا کی محبت میں ڈوبے ہوئے ہیں اور زائرین کے قافلے کبھی سہون میں کبھی ملتان میں کبھی داتا کی نگری میں اور کبھی لاہوت کی وادیوں میں سرگرم سفر نظر آتے ہیں۔

کبھی یہ سرزمین حقیقت کا رنگوں سے شاداب ہوتی ہے تو کبھی اس میں لوک روایات کی سرسوں پھوٹتی ہے کبھی سمندروں اور پربتوں کا نیلا رنگ مذہبی علامت بنتا ہوا گنبدوں اور میناروں میں نظر آتا ہے تو کبھی رنگ کی چوڑیوں میں تعلق کا احساس کھلنے لگتا ہے۔ صوفیا کرام کی شاعری کی صورت عرفان و حقیقت، مساوات و محبت، ہمت و صداقت کا پیغام سینہ بہ سینہ محفوظ کیا جاتا ہے۔

مقامی تہذیبوں کی بنیادی خصوصیات اس خطے کی لوک داستانوں سے بھی مل جاتی ہیں۔ جن کے اہم موضوعات روحانیت، عشق و محبت، ہمت اور بہادری، غیرت و شجاعت، محنت اور حوصلہ ہیں۔

سرزمین وطن کی آب و ہوا، طریقہ معاش و طرز معاشرت بھی تہذیب کے خاکے میں رنگ بھرتے ہیں۔ وہ رنگ جو ان زبانوں کے ادب میں جھلکتا ہے۔ صحراؤں کی وسعتیں، کھلے آسمان، سمندروں کے سفر کی کہانیاں، ہرے بھرے کھیتوں کی داستانیں، دریاؤں کے مزاج پاکستان کی مقامی پہاڑوں کی بلندیاں اور وادیوں کے قصے تہذیبوں کی بنت میں شامل ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ پاکستان کا علاقائی ادب اس بات کا گواہ ہے کہ یہاں کے شعرا نے نہ صرف سادہ جذبوں کو اپنے کلام کا حصہ بنایا بلکہ تاریخ اور سیاست کا منظر نامہ بھی پیش کیا۔ یہاں بسنے والوں کے حالات و مسائل کو بھی اپنا موضوع بنایا۔ اپنے کلام میں مٹی کے رنگ، ہواؤں کا مزاج اور آسمانوں کی گردشوں کو سمولیا۔ تہذیبی پس منظر اقدار کی کہانی، مقامی زبان اور تصورات کے ساتھ ساتھ بیان کیا۔

پنجابی شعری ادب

پنجابی شاعری کا آغاز بابا فرید ہوا تھا۔[۳] اصلاح اور تبلیغ، اپنے معاشرے کی عکاسی، سیاسی و سماجی شعور بابا فرید، بلھے شاہ اور وارث شاہ کے کلام میں با آسانی مل جاتا ہے۔ منگولوں کی تباہی، احمد شاہ ابدالی کے ظلم کی داستان بھی ان کے کلام میں موجود ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

یار پرائے بینا سائیں مجھے نہ دیہہ
جے توں ایویں رکھسی، جیو سریروں لہیہ
کندھ کہاڑا ، سر گھڑا ، وَن کے سر الوہار
ہو کی لوڑی شوہ آپنا، توں لوڑیں انگیار (۴)

ترجمہ: اے فرید پرائے در پر بیٹھنا اور خدا کے سوا کسی اور سے کچھ مانگنا خدا مجھے نہ دے لیکن اے میرے پروردگارا اگر تو اسی طرح مجھے دوسروں کے دروازے پر ڈالنا چاہتا ہے تو اس سے بہتر ہے تو میری جان میرے تن سے نکال لے تاکہ میں دوسروں کے سامنے دست سوال دراز کرنے کی ذلت سے بچ جاؤں۔

ترجمہ: تو کاندھے پر کلہاڑا سر پر پانی کا گھرا رکھے لوہار بن کے جنگل کے بادشاہ کی طرح یہاں آیا ہے۔ اے لوہار میں تو یہاں اپنا رب ڈھونڈ تا ہوں جب کہ تو ایندھن کی لکڑی کو ڈھونڈ تا ہے جو جل کر کوئلوں اور انگاروں کی شکل اختیار کرنی ہے گویا میرا مطلوب اللہ تعالیٰ اور تیرا مطلوب انگارے ہیں۔

الف اللہ چنبے دی بوٹی میرے من وچ مرشد لائی ہو
نفی اثبات دا پانی ملیں ہر رگیں ہر جائی ہو
ہر جا بوٹی بوٹی مشک بچایا پھٹن تے آئی ہو
مرشد کامل ہر دم جیوے (حضرت باہوؒ) جیں اے بوٹی لائی ہو
(۵)

پنجابی صوفی شاعری کا آئیڈیل خدا کی ذات پاک کو ساری مخلوق میں سے ڈھونڈ کر اس کا اصل حاصل کرنا تھا۔ یہ وصل یا فنافی اللہ موت کے بعد ہی پوری طرح حاصل ہو سکتا تھا لیکن کبھی کبھی یہ زندگی میں ہی نصیب ہو جاتا۔(۶)

پنجابی صوفیانہ شاعری میں خدا محبوب ہے اور صوفی یا انسانی روح واہمہ یا مایا کی بنیاد پر ہجر کی ماری ہوئی عورت۔ یہ روح کبھی بین کرتی ہے اور کبھی محبوب سے ملنے کی آرزو میں روتی دھوتی ہے۔ پنجاب کے صوفیا کرام عام طور پر اپنی شاعری میں عشق کی تین کہانیوں کا ذکر کرتے ہیں۔۔۔ یہ ہیر رانجھا، سسی پنوں اور سوہنی ماہیوال کا عشق ہے۔۔۔ تینوں کہانیوں میں ہیروئن خواہ ہیر ہو یا سسی یا سوہنی اپنی تمام عمر دکھوں میں کاٹتی ہے محبوب سے ملنے کی آرزو کے غم میں وہ گھلتی رہی ہے مگر مرنے کے قریب اسے وصل نصیب ہوتا ہے۔۔۔ صوفیانہ شاعری میں

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

ساری نظموں اور گیتوں میں محبوب کی تعریف، ہجر و فراق کے دکھڑے، آرزوئیں اور آخر میں وصل سے جنم لیتی خوشی سکون اور علم کا ذکر ملتا ہے۔(۷)

پنجابی زبان کے دیگر اہم شعراء میں شیخ ابراہیم، فرید ثانی، مادھولال حسین، سلطان باہو، بلھے شاہ، میاں بخش اور علی حیدر وغیرہ کے نام شامل ہیں۔

اٹھارویں صدی میں شاعروں نے پنجاب کی سماجی، سیاسی اور معاشی زندگی کی ترجمانی کو حد کمال تک پہنچا دیا۔ بلھے شاہ علی حیدر اور فرد فقیر نے بھی یہ شہادت ریکارڈ کی کہ مزاحمت کی طویل صدی میں بھی عوام نے اپنے انسان دوستی کے جذبات کو مرنے نہیں دیا۔۔۔ وارث شاہ اپنی ہیر میں پنجاب کے دیہات کا جو نقشہ پیش کرتا ہے۔ وہ آج بھی ہماری آنکھوں کے سامنے ہے۔۔۔ اپنی عشقیہ داستان میں وہ جہاں محبت، رقابت، جدائی، تڑپ اور تمنا کے جذبات کا استادانہ رنگ میں اظہار کرتا ہے وہاں وہ اپنے عہد کی سماجی ابتری، سیاسی بے چینی اور معاشی بدحالی کی دردناک تصویر بھی پیش کرتا ہے۔(۸)

ان تمام بزرگ ہستوں کا کلام مجموعی طور پر سادگی بیان کا حامل ہے۔ تشبیہات اور استعارات بالعموم عمومی زندگی سے ماخوذ ہیں۔ دیہی پس منظر نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ اہم بات یہ ہے کہ اس وقت دیہی پس منظر میں پس ماندگی نہیں ہے۔ روزمرہ استعمال میں آنے والی اشیا بالخصوص چرخہ، سوت، چاک اور چکی اور اس کے متعلق تصوف و حکمت کے بلیغ اشارے معلوم ہوتے ہیں۔ نیز زندگی کے عام معمولات اور ان کی جزئیات کو بھی سلوک کے مختلف مراحل کا اشارہ بنایا گیا ہے۔

سندھی شعری ادب

سندھ کی سرزمین تاریخی حوالے سے قدیم تہذیبی ورثہ کی حامل ہے اس کی مٹی میں موہن جو داڑو کے قدیم آثار ہی محفوظ نہیں تھے بلکہ مختلف تہذیبوں کے امتزاجی رنگ بھی شامل ہیں۔ سندھ کی تہذیب میں صوفیانہ روایات کا بڑا حصہ ہے۔ رسم و رواج سے لے کر آداب معاشرت و انداز فکر تک اور لباس سے تعمیرات تک ہر چیز کسی نہ کسی صوفیانہ حوالے سے منسوب معلوم ہوتی ہے۔

صوفیانہ شاعری کے موضوعات کا دائرہ وسیع اور سلوک کی منزلوں عشق کی کشاکش اور حکمت و اخلاق کے مضامین پر مشتمل ہے۔ نیز سندھی شاعری میں سماجی حالات، تاریخی واقعات اور سیاسی نظریات کا بھی واضح بیان ماتا ہے۔ فنی اعتبار سے بھی سندھی شاعری نہایت مستحکم بنیادیں رکھتی ہے اور اس کے مطالعہ سے سندھی شعرا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

کے تاریخی، تہذیبی شعور کے ساتھ ساتھ جمالیاتی وفنی شعور اور موسیقی سے لگاؤ کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔ سادہ اور آسان تشبیہات کے ساتھ ساتھ علامت نگاری کی طرف رجحان بھی نظر آتا ہے۔ مثال کے طور پر شاہ عبد الطیف بھٹائی اور سچل سرمست کا ڈھائی سو سالہ قدیم کلام پیش کیا جا سکتا ہے جس سے صرف تصوف کی تبلیغ ہی نہیں بلکہ اس دور کے معاشرے کی عکاسی بھی ہے اور خامیوں کی اصلاح کا پیغام بھی ہے۔[۹] حضرت سچل سرمست نے کافی کے ساتھ ساتھ بیت میں بھی بڑی وسعت اور رنگینی پیدا کی ان کی ابیات میں فکر کی گہرائی بھی ہے اور خوبصورت الفاظ کا استعمال بھی ان کے علاوہ انھوں نے جو قافیے استعمال کیسے ہیں ان میں بھی جدت، ندرت اور انفرادیت ہے جس سے بیت میں مٹھاس اور روانی پیدا ہوئی ہے۔[۱۰]

ترجمہ:

(۱)۔ ھوت (پنھوں) میرے پاس آئیں گے، اور مجھے اپنے ساتھ لے جائیں گے
اے سہیلیو! وہ اس دردمند کو سینکڑوں دلاسے دیں گے
(۲)۔ وہ اپنا نشیمن میرے قریب آکر تعمیر کریں گے
مجھے تنہا چھوڑ نہیں دیں گے
(۳)۔ اے سہیلیو تم خود اچھی طرح دیکھ لینا، وہ اس عاجز و درماندہ سے مل کر ایک ہو جائیں گے
اور پھر لوٹ کر نہیں جائیں گے
(۴)۔ اس حقیر کا حال دیکھ کر تمام خطائیں معاف کر دیں گے
اور مجھے "سچو" کہہ کر بلائیں گے
سچل سرمست[۱۱]

سندھی شاعری کی تاریخ اور شعراء کی فہرست طویل ہے۔ ہر دور میں سندھی شاعری تہذیب و معاشرے کی ترجمانی رہی۔ سندھی کے یہ صوفی شعراء بھی اپنے عہد کی ترجمانی اور اسلوب بیان میں جرات و جدت کے سبب اہمیت رکھتے ہیں۔

پشتو شعری ادب

پشتو زبان کا شمار مشرق کی بڑی زبانوں میں ہوتا ہے۔ ادب کے حوالے سے اس زبان کا دامن بہت وسیع ہے۔ اس زبان کا جو تحریری سرمایہ ہے دنیا کی گنی چنی زبانوں میں ہو سکتا ہے۔[۱۲]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

"پشتون"، محققین عموماً اور آقائی عبد الحیٔ حبیبی خصوصاً اس پر متفق ہیں کہ پشتو کی پہلی نظم دوسری صدی ہجری میں امیر کروڑ نامی ایک جنگجو شاعر نے کہی۔ امیر کروڑ بنی عباس کے عہد میں ان جنگوں میں شریک تھا جو غیر مسلموں کے ساتھ لڑی گئی تھیں۔ یہ نظم رزمیہ ترانے کی طرح معرکوں میں رجز کے طور پر پڑھی جاتی تھی۔

نظم کا آغاز اس طرح ہوتا ہے۔

زہ یم زمری۔ پر دے ستری۔ لما اتل نشتہ

پر ہند و سند و، پر تخار ادپہ کابل نشتہ

بل پہ زابل نشتہ

لما اتل نشتہ

میں ضیغم ہوں۔ اس دھرتی پر میرا ثانی نہیں

ہند و سند بخارا اور کابل میں بھی میرا جیسا نہیں

بلکہ زائل میں بھی

میرا ثانی نہیں

امیر کروڑ(۱۳)

امیر کروڑ کے بعد کے ادوار میں آنے والے شعرانے حمدیہ، دعائیہ، متصوفانہ اور بیرونی حملہ آوروں کے خلاف استجابی رویہ اپنائے رکھا یہ صورت حال پیر و خان (حضرت بایزید انصاری) اور اس کے مقلدین شعراء سے ہوتی ہوئی خوشحال خان خٹک تک پہنچتی ہے۔ خوشحال خان خٹک صاحب سیف و قلم ہونے کے ساتھ ساتھ ایک نابغۂ روزگار شخصیت تھے، علامہ اقبال نے آپ کو "حکیم و نظر افغانیاں" کہا۔ خوشحال کی شاعری جدلیاتی اور رجائی رجحانات کی حامل تھی ان کی شاعری میں بلند خیالی مشاہدہ بن کر اور وقائع نگاری کے اوصاف نمایاں ہیں۔ خوشحال کا بڑا ادبی کارنامہ " بازو شاہین" کی علامت ہے۔ جسے اس نے مشرقی اور متصوفانہ روایات کے برعکس، ہمت، جرات اور خودی و خودداری کے سمبل کے طور پر استعمال کیا۔(۱۴)

خوشحال خان خٹک کے بعد ان کے جونیئر مگر ان کے ہم عصر صوفی اور عارف باللہ رحمان بابا کا نام آتا ہے جو اپنے عہد کے بڑے مجذوب وصوفی تھے۔ ان کو پشتو کا حافظ کہا جاتا ہے ان کا کام آج بھی مقبول عام ہے اور۔۔۔ آج بھی رحمان بابا محراب منبر، میلے ٹھیلوں، حضروں، چوپالوں اور رقص و سرور کی محفلوں میں زیادہ گایا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

اور پڑھا جاتا ہے ان کا کلام بھی حافظ کی طرح فال بینی کے کام بھی آتا ہے۔ رحمان بابا کے ہاں اخلاق و تصوف کے علاوہ ریاکاری، حرص وہوس نیز نام نہاد صوفی ملا اور اپنے عہد کے حکمرانوں اور امیروں کے ظلم پر بے باکانہ تنقید بھی ملتی ہے۔[۱۵] خوشحال خان خٹک اور رحمان بابا کے ہم عصروں میں کئی شعرانے اپنی رنگینئ خیال سے پشتو ادب کو رفعت و شوکت عطا کی۔[۱۶]

زرمیہ اور متصوفانہ شاعری کے علاوہ پشتو میں کئی اصاف سخن موجود ہیں جن میں سے بیش تر فارسی سے مماثلت رکھتی ہیں۔ البتہ پشتو ادب کے ایوان کی خشت اول فوک لور کی معروف صنف ٹپہ قرار پاتا ہے۔۔۔ٹپہ پشتو کی وہ صنف لطیف ہے جو موضوع کے لحاظ سے بڑے کینوس کی حامل ہے۔اس میں دینی، معاشرتی، معاشی، محبت، ہجر و فراق، قومی و ملی اور واقعات و حوادث کی جھلکیاں غیر ملکی سامراج کے ساتھ جنگ و جدل کی داستانیں، روز مرہ کے مسائل، زندگی کے کٹھن مراحل کا ذکر فنکارانہ چابک دستی کے ساتھ سادہ اسلوب بیان کے لب و رنگ سے مزّین ملتا ہے۔ اس صنف میں گہرائی و گیرائی بدرجہ اتم موجود ہے[۱۷]۔۔۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ اس سے بھی ہو سکتا ہے کہ فرصت کے اوقات میں ٹپے کی بیت بازی اور سوال و جواب کی باہمی محفلیں بھی جمتی رہتی ہیں۔[۱۸]

ماز یگر وے تیرے مہ کوہ
نہ بۂ دنیاز خیر سے کوے رشتیا بہ شینہ

ترجمہ:

”دن کا پچھلا پہر ہے۔ بد دعائیں نہ دے مانا کہ تو پیار سے بد دعا دے رہا ہے لیکن ایسا نہ ہو کہ یہ سچ ہو جائیں۔“

دستئ لال بہ پر خیرات کرم
کہ ماجاناں پہ دغنہ جنک کنبے شہد شینہ

ترجمہ:

”میں اپنی نتھ کا موتی خیرات میں دے دوں گی۔ اگر میرا محبوب اس جنگ میں شہید ہو جائے۔“[۱۹]

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

پشتون تہذیب میں غیرت مروت، شجاعت، مہمان نوازی، ایفائے عہد، ناموس کی خاطر جان دے دینا، ظلم سے نفرت، نیکی، حسن سلوک شمشیر زنی، دلیری، وفاداری مذہبی جوش لوازمات میں سے ہیں جن کا اظہار پشتو ادب میں ہوتا ہے۔

بلوچی شعری ادب

بلوچستان کی تہذیب دنیا کی دیگر قدیم تہذیبوں کے زمرے میں شمار کی جاسکتی ہے۔۔۔ جب ہم بلوچوں کے کلچر یا ثقافت پر ایک نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں بعض معرکے کی چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔ مثلاً بلوچ روایات، شجاعت اور مردانگی کے قصے یا بے رحم گردوپیش اور نامساعد حالات سے مقابلے میں کچھ ایسی مثالیں جن کی ہم سری بہت کم دوسری قومیں کر سکتی ہیں۔۔۔ جنگ و جدل کے باوجود بلوچی زبان کے ادباء نے ادب کے ایسے دل کش فن پارے تخلیق کیے ہیں جن کو دنیا کی بہترین ادبی کارناموں کے سامنے وثوق اور تیقن کے ساتھ پیش کیا جاسکتا[۲۰]۔۔۔ بلوچی شاعری کے جو قدیم نمونے ہم تک پہنچے ہیں وہ اس دور سے تعلق رکھتے ہیں جب بلوچوں نے ایران کی طرف سے موجودہ قلات کے علاقے کی طرف ہجرت کی تھی اس دور کی شاعری زیادہ تر رزمیہ ہے۔ لیکن رزمیہ شاعری کے ساتھ ساتھ اس دور کی رومانی شاعری بھی خاصی پختہ ہے۔ رومانی داستانوں میں لطیف احساسات اور جذبات کی وہ فطری رنگ آمیزی ملتی ہے جو صحیح معنوں میں عوامی شاعری کا خاصہ ہے۔[۲۱]

بلوچی شعراء میں جام درک کو ایک خاص مقام حاصل ہے ان کی شاعری میں بلوچستان کی تہذیب نظر آتی ہے۔ بلوچوں کی عادات و خصائل کو مقامی ماحول کے ساتھ بیان کیا ہے۔ ''جام درک نے اخلاق اور صوفیانہ موضوعات کو بھی نظم کیا ہے۔''[۲۲]

بلوچی شعراء نے شجاعت، بہادری، ایفائے عہد اور قبائلی روایات، حب الوطنی اور اسلام کو اپنا موضوع بنایا ہے۔

بلوچستان پاکستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ اس میں گرم ترین اور سرد ترین علاقے شامل ہیں۔ جغرافیائی لحاظ سے یہ پہاڑوں اور بے آب و گیاہ صحراؤں کا دیس ہے۔ پانی کی قلت، بلوچستان کا ایک بڑا مسئلہ ہے۔ اس لیے بلوچی شاعری میں بھی میں پانی ایک اہم موضوع کی صورت میں ملتا ہے۔

پول چیمکن دورءِ گا
آف ءَ آرگان کورءِ گا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

ترجمہ:

"میری جان! میری مشکل زندگی کی کیفیت کیا پوچھتے ہو تم خود دیکھ رہے ہو کہ میں ندی کا پانی اٹھا کر لا رہی ہوں۔"[۲۳]

بلوچوں کی تاریخ میں خانہ بدوشی اور نقل مکانی، پانی اور چراگاہ کی تلاش اہم پس منظر کی حیثیت رکھتے ہیں تاہم زندگی کے مختلف موضوعات اور مسائل کی بھی عکاسی ملتی ہے، جن میں سیاسی اور انقلابی رنگ نمایاں نظر آتا ہے۔ بقول شاہ محمد مری:

"بلوچ کی زبان اور ثقافت کا سب سے قدیم اور دل کش ذریعہ ہماری شاعری رہی ہے۔۔۔ بلوچ کو صحرائی زندگی میں ہمیشہ خبر دار رہنا سکھا دیا ہے۔ پہاڑ غیرت و انتقام کا گڑھ ہوتا ہے اور پہاڑ کو بہادر، آزاد سخی ہونا پڑتا ہے۔ اچھے سے اچھائی، برے سے برائی رکھنی پڑتی ہے ورنہ بقا خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ زندگی سے عشق اگر جبلت ہے تو موت سے بے خوفی ماحول ہے۔ بلوچ بہت خود کفیل ہے۔ اس لیے بہت آزاد منش لوگ رہے ہیں، بلوچ آخری امتحان میں اپنے قبیلے کے ساتھ کھڑا ہوگا خواہ وہ غلط ہو یا صحیح۔ بلوچ خون کے رشتے کو باقی سب رشتوں سے بلند گردانے گا۔ بلوچ خدا پر اندھا ایمان رکھتا ہے۔۔۔ یہی کچھ اس کا ادب ہے۔ اس کی ثقافت ہے۔ اس کی شاعری کی تاریخ انہیں نکات کے گرد گھومتی ہے۔"[۲۴]

سرائیکی شعری ادب

سرائیکی بھی پاکستان کی اہم زبانوں میں شامل ہے اگرچہ اس کو ترویج و اشاعت کے نسبتاً کم مواقع ملے ہیں لیکن چوں کہ اس کا پس منظر "وسیب" کی مضبوط بنیاد موجود ہے۔ اس لیے اس کا نظام فکر بہت مرتب اور تہذیبی شعور بہت واضح ہے۔

سرائیکی زبان برصغیر کی قدیم ترین علاقائی زبانوں میں سے ایک ہے۔ جو وادی سندھ کے اہم مرکز میں علم و عرفان کی قندیلیں روشن کر کے قدیم الایام سے ضوفشانی کرتی آرہی ہے۔ نیز اس علاقائی زبان کی اسلامی تبلیغ واشاعت کے سلسلے میں خدمات سنہری حرفوں میں لکھنے کے قابل ہیں۔ اس کا دستیاب لٹریچر اتنا ہی قدیم ہے جتنا دوسری ہمسایہ علاقائی زبانوں کا لٹریچر۔[۲۵]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

سرائیکی ادب میں تصوف، عشق، قومی شعور اور روزگار کے مسائل اہمیت رکھتے ہیں۔ جن کو زیادہ تر صاف لہجے اور اعتماد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ سرائیکی کے اہم شاعر خواجہ فرید مانے جاتے ہیں جو سرائیکی کے علاوہ فارسی اور اردو کے بھی قادر الکلام شاعر تھے۔

"ان کی کافیوں کا مجموعہ دیوان فرید ان کی فنی و فکری کمالات کا مظہر ہے اور انھیں ایک آفاقی شاعر بنا دیتا ہے۔ اس تناظر میں انھوں نے جو علامتی اور استعاراتی نظام تخلیق کیا اس کی اساس سرائیکی وسیب پر ہے۔ خواجہ فرید کے ہاں تصوف کی چاشنی بھی ہے اور عشق خداندی کے نغمے بھی۔ روہی کے رومان پرور اور دل آویز نظارے بھی ہیں اور عشقیہ داستانوں کے کرداروں کے حوالے بھی۔۔۔ ان کی کافیاں اور ان کا سرمدی کلام دلوں کے تار ہلا کر رکھ دیتا ہے اور سرائیکی سے واقفیت نہ رکھنے والے بھی اس سحر آفریں کلام کو سن کر جھوم جھوم اٹھتے ہیں۔"[۲۶]

سرائیکی زبان کی ادبی روایت عہد جدید میں بھی بہت توانا نظر آتی ہے۔ اس میں روائتی موضوعات کے علاوہ موجودہ مسائل بالخصوص سماجی ناانصافیوں کا ذکر بھی ملتا ہے مگر یہ محرومیاں اپنی تہذیب و ثقافت کے تحفظ اور شناخت کی بقا کی طرف تو متوجہ کرتی ہیں لیکن کسی تذبذب، کسی انتشار فکری یا تصادم کو جنم نہیں دیتیں محمد اسماعیل احمد انی کے سفر نامے کا یہ اقتباس اس شعور کے ارتقا کی سمت اجاگر کرنے میں معاون ہو سکتا ہے۔

"ہمارے لیے انا کے مرکزی نقطے سے باہر پہلا دائرہ سرائیکی زبان اور سرائیکی ثقافت کے علاقے کا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مادرِ وطن، اردو زبان مشرقیت، فارسی، اسلامیات (مضمون) اور عربی ہے۔"

اپنے علاقے سے محبت کا اظہار نئی نسل کے ایک شاعر ممتاز حیدر ڈار کے کلام میں یوں دکھائی دیتا ہے:

میں شعر لکھا دھنوالیں تے
یادستی چروے اپنے اجڑیں تے
کنواریاں فصلاں نسراں ویلھے
میڈھے ساہواں دی دھپ منگدین
میں اپنی مٹی کو لھوں
جیون دے سوبھ داچاری رہنداں
میڈیاں سوچاں
کچی فصلیں دی خوشبو داتر کہ ہن

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلّہ

درختیں تے ساول دی تانگھ ءِ چ
گیت اکھیندے پکھی مینڈے سنگتی ہن

ترجمہ:

میں گڈریوں پر شعر کہوں
یا بستی بستی چرتے ہوئے ریوڑوں پر
کنواریاں فصلیں خوشے نکالتے وقت
میری سانسوں کی حرارت مانگتی ہے
میں اپنی دھرتی سے
لوگوں کی خوش نصیبی کا خواہش مند ہوں
میری سوچیں
کچی فصلوں کی خوشبو کا ترکہ ہیں
درختوں پر اگتی ہوئی سر سبزی کے انتظار میں
گیت گاتے پرندے میرے ساتھی ہیں" حیدر ڈار [۲۷]

عوام کی امنگوں، خوااہشوں اور محرومیوں کی عکاسی عزیز شاہ کے کلام میں دیکھیے:

اساں این دھرتی دے داسی جیند سینہ سونا
مالا مال خزانے کوٹھوں ساڈا کونہ کونہ
پر اسان اوستِ سِتے جو من دریاتے پیاسے
ساڈی این گگدی تے خود سندھ کریندا ہاسے
ساڑیاں نسلاں سنداں چاکے دفتر دفتر رلن
پر ساڈی کہیں دستک تے مقسوم ولے در نہ کھلن

ترجمہ:

"ہم اس دھرتی کے باسی ہیں جس کا سینہ سونا ہے۔ اور اس کا ایک ایک کونہ خزانوں سے مالا مال ہے۔ لیکن ہمارا نصیب ایسا سویا کہ ہم دریا کے کنارے پیاسے رہے۔ اور ہماری اس بے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

زبانی پر خود سندھ بھی مذاق اڑا رہا ہے۔ ہماری نئی نسل دفاتر میں سندات اٹھائے پھر رہی ہے۔ مگر ان پر نصیب کا دروازہ وا نہیں ہوتا۔" (۲۸)

خطہ پاک کی دیگر مقامی تہذیبیں بھی نہایت وقیع سرمایہ اپنے دامن میں رکھتی ہیں۔ جن میں ان کی تاریخ، روایات، جمالیاتی اقتدار، ملی و مقامی شناخت ہزاروں برسوں کا اجتماعی شعور سندھ کی لہروں کی طرح موجزن ہے۔

پاکستان کی دیگر تہذیبوں میں ہندکو، ہزاروی، ڈیروی، وحسن ملوکی، تھری، پوٹھوہاری، گوجری، کوہستانی، کاغانی اور چترالی تہذیبیں شامل ہیں۔ جن کی زبان اور ادب کا سرمایہ دن بدن وسیع سے وسیع تر ہوتا جارہا ہے۔ ان میں مقامی مزاج کے ساتھ ساتھ اردو زبان و ادب کا رنگ بھی شامل ہوتا جارہا ہے۔ یہ عمل یک طرفہ نہیں بلکہ یہ تہذیبیں اردو زبان وادب کو بھی متاثر کر رہی ہیں۔ موضوعات، اسلوب بیان، اصناف سخن کے علاوہ اپنے استعارات اور تلمیحات کے حوالے سے بھی اردو پر اثر انداز ہو رہی ہیں۔

ہر معاشرے کی اپنی لفظیات، استعارے اور تصورات ہوتے ہیں جن کا تعلق ان کی تاریخی حالات و واقعات، جغرافیائی کیفیات، اس سماجی گروہ کے شعور تحت الشعور اور لاشعور سے ہوتا ہے۔ افراد معاشرہ اقوام اپنی تاریخی اور ثقافتی ورثے، جمالیاتی، اخلاقی، مذہبی اقدار، اساطیر، لوک ورثے سے پہچانے جاتے ہیں۔ جن کا اظہار بہترین انداز میں اس سماجی گروہ کی لفظیات اور اسلوبِ بین سے ہوتا ہے۔

اسلامی فکر تصوف، روایات و اقدار سے محبت دیومالائی کہانیوں، رومانی کرداروں اور موسیقی سے دلچسپی، وطن سے محبت، صوفیا سے عقیدت، کھیل، میلے، موسم، تہواروں کا جوش و خروش، صبر و برداشت، بہادری، غیرت و شجاعت، عصمت و محبت، ایثار و احترم مٹی اور روایات کے لیے جان دینے کا جذبہ سادگی اور جذباتی مقامی تہذیبوں کی مشترک خصوصیات ہیں۔

اس مختصر سے جائزے سے بھی پاکستان میں شامل ہر محلے کی زبان وادب کی منفرد اور مشترک خصوصیات کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ پاکستان کی تمام مقامی تہذیبوں میں جو بلند پہاڑوں کی برف پوش چوٹیوں سے لے کر سمندر کی بے پناہ وسعتوں پر محیط ہیں صحرا کی دھوپ، نیم کے سائے اور سرسوں کے پھولوں سے مزین ہیں ایک داخلی ربط موجود ہے وہ ربط اور آہنگ جو مختلف سازوں سے ابھرنے والی موسیقی میں ہوتا ہے یہ سُر کبھی سرمدی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

دھن میں وحدت کے نغمے بن جاتے ہیں اور تو کبھی انسان کے جذبات واحساسات، آرزوں، محرومیوں اورامکانات وتجربات کے ترجمان بن کے آفاقی ہو جاتے ہیں۔

اردو شاعری نے جو ابتداء ہی سے قبولیت اور اثر اندازی کی غیر معمولی صلاحیت رکھتی ہے نہ صرف مقامی زبان و ادب کو متاثر کیا بلکہ اس قلم کاری سے نئے پھول پھل بھی پیدا کیے۔ پاکستان کے ہر حصے میں اردو شاعری کی قدیم اور مستحکم روایت موجود ہے۔ ذولسانی پس منظر رکھنے والے بے شمار شاعر ہیں جنھوں نے اردو کے حقیقی مزاج کو پیش نظر رکھ کر شعر و سخن کی آبیاری کی اور آج بھی کر رہے ہیں۔ یوں ہم کہہ سکتے ہیں کہ جدید اردو شاعری پر مقامی تہذیبی اثرات دو طرح سے دیکھے جاسکتے ہیں۔ اول تو مقامی شعرا کے اردو کلام جس کے پیچھے ان کا اپنا تہذیبی اور لسانی پس منظر موجود ہوتا ہے اور دوسرے اردو شاعری کے رجحانات اور لفظیات، اسلوب کی تبدیلی ہے۔

بقول ڈاکٹر فرمان فتح پوری:

> ”اردو زبان واسلوب شعر کا رنگ روپ خاصا تبدیل ہوا ہے اس کا محاورہ یا روزمرہ وہ نہیں رہا جو کسی وقت دبستان دہلی یا لکھنو سے منسوب مخصوص تھا۔ پنجابی، پشتو، سندھی، بلوچی اور سرائیکی زبانوں کے زیرِ اثر اس میں بہت نمایاں اور خوب صورت تغیر پیدا ہوا ہے۔ بہت سے نئے الفاظ و محاورات علاقوں کی زبانوں سے اردو میں آئے ہیں اور جغرافیائی و تاریخی حالات میں اردو کے ذخیرہ الفاظ و تراکیب اور تلمیحات و استعارات پر گہرا اثر ڈالا ہے۔۔۔ ٹھیکہ اٹھانا، گور خر سوٹ پہننا، لومڑی کی دم، دکان سے مال اٹھانا، منصوبہ، بھرتی کرنا وغیرہ۔ مفرادات و مرکبات ہیں جن کا اس سے سے پہلے اردو شاعری خصوصا غزل میں جگہ پانا مشکل تھا لیکن اب یہ اردو شاعری کا معتبر حصہ میں اور کم و بیش ہر شاعر کے ہاں زبان کی تبدیلی کا یہ رخ صاف نظر آتا ہے اور اپنے ماحول کی معاشرتی زندگی کو آئینہ دکھاتے ہیں۔ الفاظ و تراکیب اور استعارات، محاورات کی تخلیق و استعمال کے سلسلے کی اور نہ جانے کتنی باتیں ہیں جو اس امر کا بدیہی ثبوت ہیں کہ پاکستانی معاشرے کا اب صرف اردو شاعری کی معنوی سطح پر نمودار نہیں ہوا بلکہ اس کی ظاہری سطح یعنی لفظی پیکر اور لسانی تشکیلات پر بھی اس کا پورا سایہ نظر آتا ہے۔“[۲۹]

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

مقامی تہذیبوں،لوک داستانوی کرداروں جیسے ماروی ، سسی، ہیر، سیف الملوک، مرزا صاحبان کے علاوہ مقامی کرداروں کو علامتی طور پر اردو شاعری میں استعمال کیا گیا ہے۔ زہرہ نگاہ کی نظم " قصہ گل بادشاہ کا" ایک تہذیبی نام ہی نہیں بلکہ تہذیبی زاویۂ فکر کی بھی عکاس ہے۔

نام میرا ہے گلی بادشاہ
عمر میری ہے تیرو برس
اور کہانی
میری عمر کی طرح سے مختصر

میں دہکتے پہاڑوں پر تنہا
اپنے ترکے کی بندوق تھامے کھڑا ہوں
تماشائے اہل کرم دیکھتا ہوں

قصہ گل بادشاہ زہرہ نگاہ (۳۰)

تو چھوڑ کے مرزاے کو چل دی
اپنے ودیروں کے ساتھ
میں اکیلا رہ گیا
لوٹے تیروں کے پاس
مرا چہرہ سرسوں سرسوں ہے
اب یہاں گلاب کہاں ---
شہزادے !
تو خوش قسمت تھا۔!
جس خواب کی انگلی تھامے
تو رستم وکے کی مٹی سے
سرکش دریاؤں تنگ نیکلی کھائیوں سخت چٹانوں سے ہوتا ہوا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35
ماخذ تحقیقی مجلہ

ساٹھ برس میں
مغرور ہمالہ کی اس پتھر چوٹی آ پہنچا تھا
اس خواب نے خود برسوں تیرا رستہ دیکھا
اور تیری سبز پری نے
پھر تیری پذیرائی اس شان سے کی
کہہ اپنی مٹی، اپنا پانی
اور اپنی ہوا اور اپنی آگ
سب تیرے حوالے کر دی
ترے پاؤں کے سب چھالے شبنم انجام ہوئے
ترا ایک جنم اور ایک سفر
منزل سے آ کر گلے ملے
میرے سارے جنم اور سارے سفر
منزل سے پہلے اجڑ گئے
مرے پاؤں ہمیشہ اکھڑ گئے

سیف الملوک، پروین شاکر (۳۱)

اردو شاعری نے مقامی تہذیبی عناصر کو ظاہری بیان میں مشترک احساس کا رنگ پیدا کر کے اس طرح اختیار کیا کہ وہ اس کا حصہ محسوس ہونے لگے۔ مقامی اثرات کا ایک رنگ نظموں اور دیباچوں کے عنوانات کی صورت میں بھی ظاہر ہوا۔ جسے پروین شاکر نظم "کیکر تے انگور چڑھایا"، نوشی گیلانی نظم "لکھ وار اسڈی بس سائیں"، نوشی گیلانی کے شعری مجموعے "ہوا چپکے سے کہتی ہے "کا دیباچہ "میں نیواں میرا مرشد اچا" اور مقامی داستانوں کے منظوم تراجم کے علاوہ لہجہ اور جملوں کی صورت میں اردو شاعری پر اثرات مرتب کر رہا ہے۔

غرض یہ کہ مقامی رنگوں کی آمیزش سے اردو شاعری کا ایک نیا منظر ہمارے سامنے آ رہا ہے۔

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

حوالہ جات

۱۔ عبداللہ سید، ڈاکٹر، "کلچر کا مسئلہ" ۲۰۰۲ء، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ص ۱۱۸-۱۱۹

۲۔ ایضاً، ص ۱۱۹۔۱۲۰

۳۔ احمد سلیم پاکستانی معاشرہ اور پنجابی ادب، مشمولہ: "پاکستانی معاشرہ ادب"، ۱۹۸۷ء، ص ۱۹۵۔۱۹۶

۴۔ محمد یونس حسرت، "انتخاب کلام بابا فرید گنج شکر"، بک کارپوریشن، دہلی ۲۰۰۵ء

۵۔ ابیات باہو، بشیر برادرز، لاہور، ص ۳

۶۔ لاجونتی رام کرشن / امجد علی بھٹی، "پنجابی کے صوفی شاعر"، بک ہوم، لاہور ص ۲۰

۷۔ ایضاً، ص ۲۱

۸۔ ایضاً، ص ۲۰۰

۹۔ ایاز قادری، ڈاکٹر، "پاکستانی معاشرہ اور سندھی ادب"، مشمولہ: "پاکستانی معاشرہ اور ادب"، ۱۹۸۷ء، ص ۱۲۷

۱۰۔ عبد المجید میمن، سندھی، ڈاکٹر، "سندھی ادب کی مختصر تاریخ"، ۱۹۸۳ء، انسٹیٹیوٹ آف سندھیالوجی، سندھی یونیورسٹی، جامشورو، ص ۱۹۲

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ حنیف خلیل، "مختصر تاریخ زبان و ادب پشتو"، ۲۰۰۹ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ص ۱۷

۱۳۔ رضا ہمدانی، "پاکستانی معاشرہ اور پشتو ادب، مشمولہ: "پاکستانی معاشرہ ادب"، ۱۹۸۷ء، ص ۱۳۵

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۳۶

۱۵۔ ایضاً، ص ۱۳۷۔۱۳۸

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۳۸

۱۷۔ ایضاً، ص ۱۳۱

۱۸۔ رضا ہمدانی، "پاکستانی معاشرہ اور پشتو ادب، مشمولہ: "پاکستانی معاشرہ ادب"، ص ۱۳۲

۱۹۔ ایضاً، ص ۱۳۲۔۱۳۳

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 2, (April to June 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-II)urdu-35

ماخذ تحقیقی مجلہ

۲۰۔ امیر عثمان، بلوچی ادب "مشمولہ:" ادبی دنیا"، خاص نمبر (دور پنجم، شمارہ ہفتم مدیر صلاح الدین) س ن، اردو پریس، لاہور ص ۱۸۵

۲۱۔ ایضاً، ص ۱۸۵۔۱۸۶

۲۲۔ ایضاً، ص ۱۸۸

۲۳۔ عبداللہ جان جمالدینی،" پاکستانی معاشرہ اور بلوچی ادب ، مشمولہ:" پاکستانی معاشرہ ادب "، ۱۹۸۷ء، ص ۱۴۸

۲۴۔ شاہ محمد مری "مختصر تاریخ زبان وادب۔بلوچی"،۲۰۰۹ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ص ابتدائیہ

۲۵۔ سجاد حیدر پرویز، ڈاکٹر،"مختصر تاریخ زبان و ادب۔ سرائیکی"،۲۰۰۹ء، مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ص ۴

۲۶۔ طاہر تونسوی، (مرتب)"فرموداتِ فرید"، ۲۰۰۱ء، سرائیکی ادبی بورڈ، ملتان، ص ۱۲

۲۸۔ محمد اسلم رسول پوری،" پاکستانی معاشرہ اور سرائیکی ادب، مشمولہ:" پاکستانی معاشرہ ادب "، ۱۹۸۷ء، ص ۱۸۸۔۱۹۰

۲۹۔ ایضاً

۳۰۔ فرمان فتح پوری، ڈاکٹر،"پاکستانی معاشرہ اور اردو شاعری"، ص ۹۳ - ۹۳، ۹۶

۳۱۔ زہرہ نگاہ، "قصہ گل بادشاہ کا"، مشمولہ "انتخاب" : "خواتین کا عالمی ادب" ، ۲۰۰۲ء، ادبیات، ص ۸۶۱۔۸۶۳

۳۲۔ ناہید قاسمی، "مرزا صاحبان"، ایضاً، ص ۸۷۵

۳۳۔ پروین شاکر، صد برگ، س ن مراد پبلشرز، اسلام آباد، ص ۶۱